61

لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا کے معنے

فرمودہ ۸ ؍جون ۱۹۱۷ء

حضور نے تشہد و تعوذ کے بعد حسب ذیل آیت کی تلاوت فرمائی :۔

یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۣاسۡمُہٗ یَحۡیٰی ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا ○ (مریم رکوع اوّل)

اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے کہ ہر ایک عظیم تغیّر جو دنیا میں کرتا ہے۔ اس سے پہلے اس کا ایک نمونہ پیدا کرتا ہے جیسا کہ اس کی حکمتِ کاملہ چاہتی ہے تاکہ وہ نمونہ مثال کے طور پر کام آئے اور اس کو دیکھ کر لوگ آئندہ حق کے قبول کرنے کیلئے تیار ہو جاویں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات چاہتی ہیں درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کامل نبیؐ گزرے ہیں۔ کیونکہ جو ربّ العالمین کی طرف سے کامل نبیؐ ہو ضرور ہے کہ وہ ساری دنیا کی طرف ہو۔ لیکن لوگوں کو نبوّت و رسالت سے آگاہ کرنے کیلئے گاؤں بگاؤں نبی بھیجے گئے۔ وہ انبیاء ایک نمونہ تھے۔ لوگوں نے ان پر اعتراض کئے۔ بحث مباحثے کئے۔ ان کے مقابلے کئے۔ اس پر انکی سچائی کے نشان ظاہر ہوئے اور انکی تعلیم معلوم ہوئی کہ کیسی ہوتی ہے اور یہ بھی پتہ لگا۔ کہ اس تعلیم کو سمجھنے کے لئے کن کن مسائل کا جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔

جب سب قومیں ان باتوں کو جان چکیں تب وہ نبیؐ آیا جو ربّ العالمین کی طرف سے تمام جہان کے لئے تھا۔ اسی طرح وہ کتاب بھی ایسی لایا۔ جو تمام دنیا کے لئے ایک ہی ہے اور ابدالآباد تک قائم رہنے والی ہے۔ جس طرح اس خدا کی خدائی کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خدا

کی طرف سے کتاب دی گئی ہے اس کو بھی کوئی نہیں بدل سکتا۔ اور اسی طرح اس کی نبوّت بھی قیامت تک ختم نہیں ہوسکتی بلکہ آپؐ کے ذریعہ نبوّت کا دروازہ کھلا ہے اور ایک ایسا شخص جو خدا کے علم میں اس کا کامل متبع ہو اس کو بھی اس کی اتباع سے نبوّت مل سکتی ہے۔

ان مثالوں کے بیان کرتے یعنی پہلے انبیاء کے بھیجنے میں خداوندکریم کی ایک بہت بڑی حکمت یہ تھی کہ تمام دنیا کے لئے ایک ایسا موعود بھیجا جائے جس کو پہلے انبیاء کے نام دیئے جائیں۔ اور ان سے پہلے انبیاء کے ماننے والوں کو اسکے قبول کرنے میں آسانی ہو۔ کیونکہ انسان کے دل میں جن لوگوں کی عزّت ہوتی ہے۔ اگر وہی لوگ آئیں تو بہت خوشی ہوتی ہے۔ لیکن انکی بجائے خواہ ان سے بڑا بھی آجائے تب بھی چنداں التفات نہیں کرتے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام کو یہ درجہ حاصل ہوا۔ تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ہی حاصل ہوا ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ انبیاء کے نام نہیں دئے گئے تھے۔ اس لئے لوگ مسیح وغیرہ کے تو منتظر رہے اور اب بھی ہیں مگر آپؐ کے منتظر نہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے موعود ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ مذہبی کتب سے ظاہر ہے۔ مگر ہندوؤں میں جس طرح حضرت کرشن کی دوبارہ آمد کا انتظار کیا جاتا ہے۔ اس طرح اس عظیم الشان نبی کا نہیں کیا گیا۔ پھر عیسائی صاحبان جس طرح مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں تھے۔ تو باوجود اس کے کہ آنحضرتؐ درجہ اور شان کے لحاظ سے تمام انبیاء کے سردار ہیں مگر لوگ آپؐ کے اس اضطرار سے منتظر نہیں تھے۔ جس طرح ان کو خیال ہے کہ مسیح آئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مسیحیوں کو حضرت مسیح کے نام سے اور ہندوؤں کو کرشن کے نام سے، اور بدھ ازم والوں کو بدھ کے نام سے جو محبت اور اُنس ہے وہ آپؐ سے نہیں۔ کیونکہ مسیحی لوگ حضرت مسیح پر جان دینے کو تیار ہیں۔ بدھ لوگ بدھ کے نام پر مرمٹنے پر آمادہ ہیں

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ان سب کی صف میں سب سے آگے ہیں۔ آپؐ کا ان لوگوں کو خیال تک نہیں۔ اگرچہ ان لوگوں کی کتب میں آپ کی پیشگوئی مستقل طور پر پائی جاتی ہے۔ مگر چونکہ ان کے مانتے ہوئے انبیاء کے نام سے نہیں اس لئے ان کو آپؐ کا خیال نہیں۔

اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ سب لوگ آئیں جن کے ہر ایک مذہب والے منتظر ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی مصلحت اور حکمت کے ماتحت ایک ہی شخص کو ان تمام موعود انبیاء کے نام دیدئیے ہیں۔ تا ہر مذہب والے کو اس کے ماننے اور قبول کرنے میں آسانی ہو۔

موعود انبیاء کے نام ایک ہی کو دینے میں یہ حکمت ہے کہ اگر ان لوگوں کو غیر شخص فیصلہ کے لئے دیا جاتا تو وہ اس کو قبول کرنے کو تیار نہ ہوتے۔ لیکن اگر وہی شخص ان کو حکم بنا کر دیا جائے جس کو وہ پہلے سے جانتے پہچانتے ہیں اور جس کے نام سے ان کو خاص محبّت ہے۔ تو وہ ضرور اسکی طرف توجہ کریں گے۔

پس اگر دیگر مذاہب کے لوگوں کو کہا جائے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگئے۔ تو وہ توجہ نہیں کریں گے۔ لیکن اگر ہندوؤں کو کہا جائے کہ کرشن آگئے تو کرشن کے نام کے ساتھ محبّت رکھنے والے ہندو فوراً پوچھیں گے کہ کہاں آئے ہیں۔ اسی طرح عیسائی صاحبان کو جب کہا جائے کہ حضرت مسیح آگئے۔ تو وہ بڑی خوشی سے اس خبر کو سنیں گے۔ اور اسکی تصدیق کی طرف متوجہ ہوں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انہیں ایک آنیوالے کی اس نام سے خبر دی گئی ہے۔ جسکی غرض یہ تھی کہ آنیوالے کے نام سے یہ لوگ فائدہ اٹھائیں اور حق قبول کریں۔

پس جب دنیا میں ایک عظیم الشان شخص کو پہلے انبیاء کے ناموں کے ساتھ بھیجنا تھا۔ تو ضروری تھا کہ اس کا کوئی نمونہ بھی پیش کیا جاتا تاکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے۔ اور وقت پر لوگ ٹھوکر نہ کھاتے اب چونکہ خداوند کریم ایک ہی شخص کو گزشتہ تمام انبیاء کے نام دے کر اور حکم بنا کر بھیجنا چاہتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک نمونہ پہلے سے رکھ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَا زَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَل لَهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا۔

اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں وہ لڑکا بچپن میں فوت نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ زندہ رہے گا اور ہم تجھے ایک اور خوشخبری بھی دیتے ہیں کہ اس لڑکے میں ایک ایسی بات ہوگی جس میں یہ منفرد ہوگا۔ اور اس سے قبل کوئی اس بات میں اس کا شریک نہیں ہوگا۔ وہ یہ کہ وہ ایک نبی کا مثیل ہوگا۔ اور اس سے پہلے اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ انبیاء ماسبق مستقل طور پر نبی تھے۔ کسی نبی کے وہ مثیل نہیں تھے۔ لیکن حضرت یحیٰؑ جسکو یوحنا بھی کہا جاتا ہے ایک نبی کے مثیل قرار دیئے گئے۔ یعنی حضرت الیاسؑ جس کو ایلیاء بھی کہتے ہیں ان کے آپ مثیل تھے۔ حضرت مسیحؑ کے آنے کے متعلق بائبل میں پیشگوئی موجود تھی۔ اور اب بھی ہے کہ وہ نہیں آ سکتا۔ جب تک ایلیاء آسمان سے نازل نہ ہو[1]۔ لیکن ایلیاء نے آسمان سے کیا آنا تھا۔ ایک اور شخص کو خدا تعالیٰ نے انہی صفات کے ساتھ جن سے ایلیاء متصف تھے۔ حضرت مسیحؑ سے پہلے مبعوث فرما دیا۔

تو حضرت یحیٰؑ میں ایک ایسی بات رکھی گئی جو آپ سے پہلے کسی نبی میں نہ تھی۔ اور اس سے حضرت یحیٰؑ کا نام زندہ جاوید ہوگیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود کے لئے ایک دلیل کے طور پر ہوگئے جب مسیح موعود کی صداقت پیش کی جائے گی تو ضرور حضرت یحیٰؑ کو نظیر کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ اور جب کسی عیسائی کے سامنے یہی یوحنا اور ایلیاء کا واقعہ رکھیں گے تو پھر اس میں تاب نہ رہے گی کہ کچھ بول سکے

بہت سے لوگوں نے اس آیت کے معنی کرنے میں ٹھوکر کھائی ہے اور اس سے یہ سمجھا ہے۔ کہ یحیٰ نام پہلے کسی کو نہیں دیا گیا۔ یعنی آپ کا وہ نام رکھا گیا ہے جو آپ سے پہلے کسی نبی یا غیر نبی کا نہیں رکھا گیا حالانکہ یہ بات بالبداہت تاریخ سے غلط ہے۔ لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے

---

[1] ملاکی 4/5

کہ آپ سے پہلے اس نام کا کوئی انسان نہیں ہوا تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جسے خدا تعالیٰ ایک انعام کے طور پر بیان فرماتا۔

پس لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا کے یہ معنے کہ حضرت یحییٰ سے پہلے یحییٰ نام کا کوئی شخص نہیں گزرا غلط ہیں۔ درحقیقت اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت یحییٰ ایک بات میں بے مثل ہیں۔ یعنی ان کو ایک ایسا کام سپرد کیا گیا ہے جو ان سے پہلے کسی اور نبی کے سپرد نہیں کیا گیا یعنی ان کو ایک نبی کا نام دیکر اور اسکا قائم مقام بناکر بھیجا گیا تاکہ وہ کسی آئندہ آنیوالے کے لئے رستہ صاف کریں اور دنیا کے لئے نمونہ ہوں۔

اب جب حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق ایک عیسائی کے ساتھ بحث ہو۔ اور جب ہم اسے یوحنا کی آمد کی نظیر بتلا کر حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی حقیقت بتائیں گے۔ تو ضرور ہی وہ لاجواب ہو جائے گا۔ اور سینکڑوں لوگ اس بات کے ذریعہ جو حضرت یحییٰؑ کے ذریعہ مسیح موعودؑ کی صداقت میں قائم ہوئی۔ ہدایت پا سکیں گے۔

اس آیت میں جو میں نے پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یحییٰؑ میں ایک ایسا کمال رکھیں گے۔ جس کے باعث وہ ایک عظیم الشان انسان کے لئے جو سب نبیوں کا موعود ہوگا۔ بطور مثال پیش کیا جائے گا بنی اسرائیل میں اس سے قبل ایسی کوئی مثال موجود نہیں تھی۔ ان میں یہ نمونہ قائم فرما دیا۔ اور حضرت مسیحؑ نے فیصلہ کیا۔ کہ ایلیاء جو آنے والا تھا۔ وہ یوحنا ہی ہے[1]۔ جو اسکے رنگ میں آیا۔ اسی کو قبول کرو اب حضرت یحییٰ ایک نظیر بن گئے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوگا۔ تو ضرور ہے۔ کہ حضرت یحییٰ کو دلیل اور مثال کے طور پر پیش کیا جائے۔ اور اس طرح پر وہ زندہ ہیں۔ اور ان کا نام قائم ہے یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو حضرت یحییٰ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی

یہ ایک ایسی مثال ہے۔ جو بہت چھوٹی ہے۔ کیونکہ حضرت یحییٰؑ کو صرف ایک نبی کا نام دیا گیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جن کے

---

[1] متی ۱۱/۱۴

لئے حضرت یحیٰی ایک دلیل کے طور پر ہیں۔تمام گزشتہ انبیاء کے نام دیئے گئے۔زرتشت کے متعلق بھی ان کے محققین کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ زرتشت جو مشہور ہے۔ اس کا اصل میں کچھ اور نام تھا۔ اور اس سے پہلے ایک شخص زرتشت نام گزرا ہے۔ جس کے نام کے ساتھ ہی دوسرا زرتشت جس کا اصل نام مفقود ہو گیا۔مشہور ہے۔اور یہ اسکا مثیل ہے۔

تعجب ہے کہ لوگ حضرت یحیٰی کے متعلق ادھر توجہ نہیں کرتے بلکہ اس کے نام میں خصوصیت تلاش کرتے ہیں حالانکہ کسی نام میں منفرد ہوتا کوئی خصوصیت نہیں۔

حضرت مسیح ناصری کی آمد کے لئے نشان تھا کہ وہ نہیں آسکتے۔جب تک کہ ایلیاء آسمان سے نازل نہ ہو۔ لیکن جب حضرت مسیحؑ آئے۔ اور آپ سے سوال کیا گیا کہ ایلیاء کہاں ہے۔ جس نے آپ سے پہلے آسمان سے نازل ہونا تھا۔ تو انہوں نے اس پیشگوئی کی حقیقت اس طرح بیان کی۔ کہ یوحنا ہی ایلیاء ہے۔ یعنی یہ اس کے رنگ میں ہو کر آیا ہے اس کو قبول کرو۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق وعدہ تھا کہ مسیح آئے گا۔ لوگوں نے سمجھ لیا کہ مسیح ناصری ہی آئے گا۔ حالانکہ ان کا ایسا سمجھنا غلط تھا۔کیونکہ اس پیشگوئی کی حقیقت بھی یہی تھی کہ جس طرح یوحنا کو ایلیاء حضرت مسیحؑ نے خود قرار دیا۔ اسی طرح ان کی پیشگوئی سے بھی کوئی ایسا ہی شخص مراد ہے۔ جس کا نام تو کچھ اور ہوگا مگر اس کو وہ تمام صفات دے دی جائیں گی۔

لوگوں کو یہ مثال تو بتا دی گئی تھی۔مگر افسوس انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا اور جس طرح اور حقائق کو بھلا دیا۔اسی طرح اس بات کو بھی فراموش کر دیا۔

بنی اسرائیل کے پاس اس کی کوئی مثال نہیں تھی۔ مگر مسیحی لوگوں اور مسلمانوں کے پاس تو یوحنا کی ذات میں ایلیاء کی دوبارہ آمد کی مثال موجود ہے۔ مگر افسوس جب اس مثال سے فائدہ اٹھانے کا وقت آیا تو انہوں نے اس کو فراموش کر دیا۔

بنی اسرائیل تو معذور بھی قرار دئیے جا سکتے ہیں کیونکہ ملاکی نبی کی

کتاب میں صاف طور پر پیشگوئی ہے کہ ایلیاء آسمان پر گیا ہے اور آسمان سے ہی آئے گا۔ اور اس کے بعد مسیح مبعوث کیا جائے گا مگر جب ان کو اسکے خلاف ایک ایسے شخص کو جو ان میں ہی پیدا ہوا۔ اورانہی میں پرورش پائی۔ اور جس کا نام یوحنا تھا۔ ایلیاء کے نام سے موسوم کیا گیا۔ تو وہ حیران رہ گئے لیکن مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے اس وقت یہ دقت باقی نہیں ہے۔ عیسائیوں کے لئے تو صرف یہ کافی ہے کہ جس طرح یوحنا ایلیاء ہے۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب مسیح ہیں باقی رہے مسلمان سو ان کے لئے بھی حضرت یحیٰی کی مثال نہایت کارآمد ہے۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ کے لئے یہ نہیں آیا ہے۔ کہ وہ آسمان پر گیا ہے اور جب آسمان پر گیا ہی نہیں تو آسمان سے آنا کیسا؟ یہاں صرف نزول کا لفظ ہے۔ اور اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آسمان سے اترے گا۔ بلکہ یہ عربی کا محاورہ ہے کہ ادنیٰ کے آنے پر خروج کا لفظ اوراعلیٰ کے لئے نزول کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ دجال کے لئے خروج کا لفظ آیا ہے۔ اور مسیح کے لئے نزول کا۔

پس اگر لوگ اس مثال سے فائدہ اٹھاتے تو اُن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسی نعمت کے قبول کرنے سے محروم نہ رہنا پڑتا۔

پس اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ اس بات میں یحیٰی کا کوئی مثیل نہیں کہ ان کو ایک ایسا کام سپرد کیا گیا جو کسی اور کو آپ سے پہلے نہیں سپرد کیا گیا تھا۔ اگر مسلمان اس حقیقت پر غور کرتے۔ تو ضرور ان کو ہدایت ہوتی مگر وہ ضد میں آکر حقائق کا انکار کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کر سکے سمجھ دے اور ہدایت کی راہیں بتائے۔

(الفضل ۱۶ر جون ۱۹۱۷ء)